۱۸ ذوالقعدہ ۱۴۴۶ھ / 16 مئی 2025ء

جہاد کا حقیقی تصوّر

اور

جذباتِ تشکّر

(معرکۂ حق: آپریشن بنیانٌ مّرصوص کی کامیابی پر... یومِ تشکُّر کی مناسبت سے)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
YouTube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ صَفًّا کَاَنَّہُمۡ بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ۔ [الصف 4:61]

مسلمانوں پر خالقِ کائنات جَلَّ مَجْدُہٗ کی مہربانیوں کا سلسلہ اتنا طویل ہے کہ اُس کے احسانات کو شمار کرنا تو کُجا اُن کی تفصیل کا تصوُّر کرنا بھی ممکن نہیں۔ وہ اپنے کرم سے توفیق عطا فرما کر بندۂ مومن سے خیر و بھلائی کا کام لے لیتا ہے، پھر مزید احسان فرماتے ہوئے اُس پر شکر کی سعادت سے نوازتا ہے اور کرم بالائے کرم یہ کہ اُس نے بھلائی کرنے پر اجر و اِنعام اور رِضا و جِنان کے ایسے وعدے فرما رکھے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور تعظیم و تشکُّر کے لیے سر جُھک جاتا ہے۔

ربِّ کریم کا بے پناہ فضل پانے والوں میں نمایاں مقام راہِ خدا کے مجاہدین کا بھی ہے۔ یہ جاں باز خالقِ کائنات کی دی ہوئی جان کو اُس کے راستے میں لُٹانے کی تمنّا دلوں میں لیے اُس کے دین کی سربلندی کے لیے کوشش کرتے ہیں، پھر ربِّ کریم کی مدد سے فتح و کامیابی حاصل کرتے ہیں، پھر مالکِ مہربان کے فضل سے اُس کے شکر گزار ہوتے ہیں اور اِن سب بھلائیوں پر اُس کی بارگاہ سے دُنیا و آخرت میں ایسا اِنعام و اکرام پاتے ہیں جس کی حد ہی کوئی نہیں۔

10 مئی 2025ء، بروز ہفتہ کو بوقتِ فجر جذبۂ جہاد سے سرشار افواجِ پاکستان نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں کا خوب مظاہرہ کیا اور بھارتی جارحیت کے جواب میں بہترین حکمتِ عملی کے ساتھ نہایت مختصر وقت میں 26 فوجی اہداف کو درست طور پر نشانہ بنایا۔

اِس "معرکۂ حق: آپریشن بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡص" کی کامیابی پر فقط اہلِ پاکستان ہی نہیں، بلکہ پوری دُنیا کے مسلمان خوش ہیں اور اپنے ربِّ کریم کے فضل و احسان پر اُس کا شکر ادا کر رہے ہیں۔[1] خصوصًا آج کے جمعۃ المبارک (16 مئی 2025ء) کو حکومتِ پاکستان کی طرف سے یومِ تشکّر کے طور پر منایا جا رہا ہے۔

آپریشن بنیانٌ مَّرصوص سے جہاں دُنیا کے سامنے پاکستان کی مضبوط دِفاعی قوّت کا اِظہار ہوا ہے وہاں اُمّت میں جذبۂ جہاد کی کچھ یاد بھی تازہ ہوئی ہے۔ مسلمانوں کی آنکھیں ایک عرصے سے مختلف اسلامی ممالک پر بارود برستا دیکھ رہی تھیں، اب اُنھوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں بُت پرستوں اور گائے کا پیشاب پینے والوں پر بم برستے دیکھے ہیں۔ یہ موقع اسلامی جہاد کے حوالے سے شُعور بیدار کرنے اور اِس بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے لیے بھی بہترین ہے۔

چنانچہ آج کے خطبہ میں ربِّ کریم کے حضور اِظہارِ تشکّر کے ساتھ ساتھ جہاد سے متعلق کچھ اہم باتوں کا تذکرہ ہو گا۔

---

[1] مختلف عربی ویب سائٹس پر افواجِ پاکستان کو خراجِ تحسین اور بارگاہِ الٰہی میں اِظہارِ تشکر کے کلمات دیکھے جا سکتے ہیں۔

سچا مجاہد و غازی کون ہے؟

قرآن و سنّت میں جہاد کے فضائل اور مجاہدین کے مناقِب بے شمار ہیں۔ اِس حوالے سے یہ بات ذہن نشین کرنا بے حد ضروری ہے کہ اِن فضائل کا مصداق کون سے افراد ہیں؟

سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے نبیِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا (مفہوم): ایک آدمی غنیمت حاصل کرنے یا وطن کی حفاظت کرنے یا حکومت بنانے کے لیے جنگ کرتا ہے، کوئی شُہرت کے لیے لڑتا ہے اور کسی کا مقابلہ اِس لیے ہوتا ہے کہ اُس کا مقام و مرتبہ دیکھا جائے تو راہِ خدا کا مجاہد کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔ یعنی "جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی رِضا کی خاطر دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے جنگ کرے صرف وہی راہِ خدا میں جہاد کرنے والا ہے۔" (صحیح بخاری، رقم:2810، 3126، 7458۔ صحیح مسلم، رقم:1904)

حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ راہِ خدا میں جہاد کی جس قدر فضیلتیں بیان ہوئی ہیں وہ سب کی سب اُن خوش نصیبوں کے لیے ہیں جن میں یہ اوصاف پائے جائیں:

1) مسلمان ہوں۔ کافر کتنا ہی بڑا کام کیوں نہ کرے، اگر اُسے ایمان کی توفیق نصیب نہ ہوئی تو آخرت میں اُسے کوئی اجر نہیں ملے گا۔
2) رِضائے اِلٰہی کے طلب گار ہوں اور اسلام کی سربلندی کی خاطر جہاد کریں۔ وطن وغیرہ سب کچھ بعد میں ہو... پہلا اور بنیادی مقصد اسلام کا وقار اور اُس کی خدمت ہو۔

پاکستان مسلمانوں کا وطن ہے، اِس کی حفاظت کرنے میں اسلام کی سربلندی ہے اور معاذ اللہ پاکستان کو نقصان پہنچے تو یہ حقیقت میں اسلام اور مسلمانوں کا نقصان ہے؛ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اسلام کی عزّت و وجاہت کی خاطر جو جَوان پاکستانی سرحدوں کی رکھوالی کر رہے ہیں وہ یقیناً راہِ خدا کے مجاہد ہیں... لیکن اگر کوئی بدنصیب مسلمان ہی نہیں یا اللہ تعالیٰ کی رِضا کا طلب گار ہی نہیں یا اسلام کی خدمت اُس کے پیشِ نظر ہی نہیں، وہ صرف اپنی وردی، وطن یا کسی اور مقصد کی خاطر جنگ کر رہا ہے تو امام الانبیا ﷺ کے واضح ارشادِ گرامی کے مطابق وہ راہِ خدا کا مجاہِد نہیں ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سرورِ عالَم ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! کوئی بندہ (بظاہر) راہِ خدا میں جہاد کا ارادہ کرتا ہے، حالانکہ (درحقیقت) وہ دُنیاوی ساز و سامان میں سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے (تو اُس کا کیا حکم ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا أَجْرَ لَهٗ۔ "اُس کے لیے کوئی اجر و ثواب نہیں ہے۔" اُس شخص نے تین مرتبہ یہی سوال کیا اور ہر بار سرورِ عالَم ﷺ نے یہی فرمایا کہ اُس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔ (سنن ابو داؤد، حدیث:2516، حدیث حسن)

راہِ خدا کے مجاہدین کی حسین مثالیں

اسلامی تاریخ ایسے حسین واقعات سے بھری پڑی ہے کہ راہِ خدا کے مجاہدین کو دُنیاوی فوائد، داد و تحسین اور حکومت و ریاست کی ذرّہ برابر بھی توقّع نہیں ہوتی تھی، وہ صِرف اور صِرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اسلام کی سربلندی کی خاطر جہاد کرتے تھے۔

قلعہ کو پھاندنے والا گم نام مجاہد: اسلامی سپہ سالاروں میں ایک نمایاں نام مَسْلَمَہ بن عبد الملک علیہ الرحمہ (م:121ھ/738ء) کا بھی ہے۔ ایک جہاد کے دوران اُن کو دشمنوں کا قلعہ فتح کرنے میں کافی مشکل پیش آئی۔ بالآخر اُنھوں نے مجاہدین کو شوق دلایا کہ وہ قلعہ کی دیوار کو پھاند کر اندر داخل ہو جائیں۔ ایک گم نام مجاہد نے جان ہتھیلی پر رکھی اور قلعے کی دیوار میں نقب لگا کر اُس کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ یوں مسلم افواج نے قلعہ میں داخل ہو کر اُسے فتح کر لیا۔

سپہ سالار اور فوجیوں کو اُس شیر دل مجاہد کی تلاش تھی جس نے اپنی زندگی کو داؤ پر لگا کر قلعہ کا دروازہ کھولا تھا۔ چنانچہ میر لشکر نے تمام مجاہدین کو جمع کر کے کئی مرتبہ تاکید کے ساتھ پوچھا: قلعے کی دیوار میں نقب لگا کر دروازہ کھولنے والا کون ہے؟ پہلے تو خاموشی رہی، پھر تیسری یا چوتھی مرتبہ ایک مجاہد اُٹھا جس نے خود کو چھپا رکھا تھا، وہ نہایت بے نیازی سے کہنے لگا: أَنَا أَيُّهَا الْأَمِيْرُ! صَاحِبُ النَّقْبِ، آخُذُ عُهُوْدًا ثَلَاثًا۔ امیرِ محترم! نقب لگانے والا مَیں ہوں، تاہم مَیں تین وعدے لینا چاہتا ہوں:

1) لَا تُسَوِّدُوا اسْمِيْ فِيْ صَحِيْفَةٍ۔ یعنی پہلا وعدہ یہ کریں کہ اِعزاز پانے والوں کے رجسٹر میں میرا نام نہیں لکھیں گے۔

2) وَلَا تَأْمُرُوْا لِيْ بِشَيْءٍ۔ دوسرا یہ کہ میرے لیے کسی انعام اور پیکج وغیرہ کا اِعلان نہیں کریں گے۔

3) وَلَا تَشْغُلُوْنِيْ عَنْ أَمْرِيْ۔ تیسرا یہ کہ مجھے میرے معاملے سے مشغول نہیں کریں گے / مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں گے۔

مَسْلَمَہ علیہ الرحمہ نے یہ تینوں باتیں مان لیں۔ پھر وہ شخص یوں رُوپوش ہوا کہ کبھی نظر نہیں آیا۔ مسلمہ اُس سچے مجاہد سے اتنا متأثر تھے کہ ہر نماز کے بعد دُعا کرتے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مَعَ صَاحِبِ النَّقْبِ! یعنی اے اللہ! قیامت کے دن مجھے اُس نقب لگانے والے مجاہد کی سنگت عطا فرمانا۔ (تاریخ دمشق، مسلمہ بن عبد الملک، ج:58، ص36، دار الفکر بیروت۔ المجالسۃ وجواہر العلم للدینوری، ج:4، ص:200)

مجاہدوں میں ایسا اِخلاص ہو، پھر ربِّ کریم اُن کی مدد نہ فرمائے... یہ اُس کی شانِ رحمت کے لائق ہی نہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن مُبارَک: تاریخِ اسلام میں ایک نمایاں نام سیدنا عبد اللہ بن مُبارَک علیہ الرحمہ (م:181ھ/797ء) کا بھی ہے، آپ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور حدیث و فقہ میں امام ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کے مجاہد بھی تھے۔

طَرَسُوس (موجودہ دَور میں ترکی کا ایک شہر) میں جہاد جاری تھا، ایک طاقت وَر رُومی فوجی میدان میں آیا اور مسلمانوں کو للکارنے لگا۔ ایک مجاہد اُس کے سامنے گئے اور اُس کے ہاتھوں شہید ہو گئے، یوں ہی چھ مجاہدین درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ اب وہ مزید تکبُّر کے

ساتھ للکارنے لگا، سیدنا عبد اللہ بن مُبارَک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھی کو چند وصیتیں کیں، پھر اپنی سواری پر بیٹھ کر چپکے سے اُس رُومی فوجی کے پاس گئے اور چند لمحوں کی لڑائی کے بعد اُسے قتل کر گرایا۔

اب آپ کفار کو للکارنے لگے اور یکے بعد دیگرے مقابلہ کرتے ہوئے چھ طاقت وَر سپاہیوں کو واصلِ جہنّم کر دیا۔ کفار پر آپ کا ایسا رُعب طاری ہوا کہ اب آپ کے للکارنے پر کوئی بھی کافر مقابلے کے لیے میدان میں نہیں آیا۔[1]

چنانچہ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری کو ایڑ لگائی اور لوگوں سے خود کو چھپانے کے لیے یوں غائب ہوئے کہ پتا ہی نہیں چلا وہ کدھر گئے ہیں۔ اُن کے ساتھی عبد اللہ بن سِنان علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ آپ میرے پاس اُسی جگہ موجود تھے جہاں سے میدان میں تشریف لے گئے تھے (نہ اُنھوں نے جاتے ہوئے اپنا آپ ظاہر کیا، نہ ہی واپسی پر اپنا پتا چلنے دیا)۔

حضرت عبد اللہ بن سِنان کہتے ہیں: واپس آکر اُنھوں نے نہایت تاکید کے ساتھ مجھے حکم دیا کہ میری زندگی میں یہ بات کسی کو نہ بتانا![2] چنانچہ ابن سنان فرماتے ہیں: فَمَا حَدَّثْتُ بِهٖ أَحَدًا وَهُوَ حَيٌّ۔ مَیں نے اُن کی زندگی میں کسی کو بھی یہ بات نہیں بتائی۔

(شعب الإيمان، ج:4، ص:56، رقم:4322، دار الكتب العلمية۔ سير أعلام النبلاء، ج:8، ص:408، مؤسسة الرسالة)

یہ ہے اصل جہاد اور راہِ خدا کے سچے مجاہدین ایسے ہی ہوتے ہیں۔

راہِ خدا میں جہاد کے آداب

دینِ متین جہاں ہمیں جہاد کا حکم دیتا ہے وہاں ہماری یہ تربیت بھی فرماتا ہے کہ مجاہدین کو کن آداب کا خیال رکھنا چاہیے اور جہاد کرتے ہوئے اُن کی سوچ / ذہنی کیفیت کیا ہونی چاہیے! اِس حوالے سے فاتحِ اعظم امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خط آدابِ جہاد کا نچوڑ ہے اور وہ قیامت تک مسلم افواج اور سربراہانِ مملکت سے لے کر عوام تک... سبھی کی راہ نمائی کرتا رہے گا۔

دورِ فاروقی میں مصر کو فتح کرنے کے لیے لشکرِ صحابہ روانہ ہوا، جس کی سپاہ / کمان جلیل القدر صحابی سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو سپرد کی گئی۔ امیر المؤمنین نے سپہ سالار کو ایک خط میں لکھا (مفہوم):

- مَیں تمھیں اور تمام لشکرِ اسلام کو ہر حال میں تقوٰی اختیار کرنے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کا حکم دیتا ہوں؛ فَإِنَّ تَقْوَى اللهِ أَفْضَلُ الْعُدَّةِ عَلَى الْعَدُوِّ وَأَقْوَى الْمَكِيدَةِ فِي الْحَرْبِ۔ تقوٰی دشمن کے خلاف سب سے بہترین تیاری ہے اور جنگ کی سب

---

[1] وَحَرَّكَ دَابَّتَهٗ فَخَرَجَ، فَعَالَجَ مَعَهٗ سَاعَةً فَقَتَلَ الْعِلْجَ، ثُمَّ طَلَبَ الْمُبَارَزَةَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ عِلْجٌ آخَرُ فَقَتَلَهٗ حَتّٰى قَتَلَ سِتَّةً مِنَ الْعُلُوْجِ، ثُمَّ طَلَبَ الْبِرَازَ فَكَأَنَّهُمْ كَاعُوْا عَنْهُ [أَيْ جَبُنُوْا]۔ (شعب الإيمان)

[2] يَا عَبْدَ اللهِ! لَئِنْ حَدَّثْتَ بِهٰذَا أَحَدًا وَأَنَا حَيٌّ... فَذَكَرَ كَلِمَةً۔ (أيضا)

سے کامیاب چال ہے۔

- مَیں آپ کو اور تمام لشکرِ اسلام کو تاکید کرتا ہوں کہ گناہوں سے مکمل اجتناب کریں؛ فَإِنَّ ذُنُوْبَ الْجَيْشِ أَخْوَفُ عَلَيْهِمْ مِنْ عَدُوِّهِمْ۔ کیونکہ اپنے گناہوں (کی نحوست) کا خطرہ دشمنوں سے بھی زیادہ ہے۔
- وَإِنَّمَا يُنْصَرُ الْمُسْلِمُوْنَ بِمَعْصِيَةِ عَدُوِّهِمْ لِلّٰهِ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمْ تَكُنْ لَنَا بِهِمْ قُوَّةٌ؛ لِأَنَّ عَدَدَنَا لَيْسَ كَعَدَدِهِمْ وَلَا عُدَّتَنَا كَعُدَّتِهِمْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مسلمانوں کی مدد اِس لیے فرماتا ہے کہ دشمن اللہ کے نافرمان ہیں اور مسلمان اُس کے فرماں بردار ہیں، اگر یہ بات نہ ہو تو ہم دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے؛ کیونکہ نہ تو ہماری تعداد اُن کے برابر ہے، نہ ہماری تیاری اُن کی تیاری کی طرح ہے۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید چند ناصحانہ جملوں[1] کے بعد فرمایا:

- وَلَا تَقُوْلُوْا: إِنَّ عَدُوَّنَا شَرٌّ مِّنَّا فَلَنْ يُّسَلَّطَ عَلَيْنَا وَإِنْ أَسَأْنَا۔ یعنی اِس غلط فہمی میں نہ رہنا کہ ہم گناہ گار ہوں تو بھی دشمن ہم سے زیادہ بُرے ہیں (کیونکہ وہ کافر ہیں) تو ہمیں ہی غلبہ ملے گا اور دشمن ہم پر مسلَّط نہیں ہوں گے۔
- پھر آپ نے وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا: کئی مرتبہ (سزا کے طور پر) زیادہ بُرے بھی مُسلَّط کر دیے جاتے ہیں، جیسا کہ بنو اسرائیل / یہود نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کام کیے تو ربِّ ذوالجلال نے اُن پر مجوسی کافروں کو غالب کر دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا۔ یعنی "وہ کفار بنو اسرائیل کے شہروں کے اندر اُن کی تلاش کے لیے گھس گئے اور یہ ایک وعدہ تھا جسے پورا ہونا تھا۔" [بنی اسرائیل 17:05]
- پیغامِ فاروقی کے اختتامی جملے یہ تھے: وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَوْنَ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ كَمَا تَسْأَلُوْنَهُ النَّصْرَ عَلٰى عَدُوِّكُمْ۔ أَسْأَلُ اللّٰهَ ذٰلِكَ لَنَا وَلَكُمْ۔ یعنی جیسے تم اللہ تعالیٰ سے اپنے دُشمنوں کے خلاف مدد کی دُعا کرتے ہو، اِسی طرح مالکِ کریم سے یہ التجا بھی کیا کرو کہ وہ تمہاری خواہشاتِ نفس کے خلاف تمہاری مدد فرمائے! مَیں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے اِس کی دُعا کرتا ہوں!

(العِقد الفرید لابن عبد ربّہ، ج:1، ص:117، DKI۔ نہایۃ الأرب فی فنون الأدب للنویری، ج:6، ص:168، دار الکتب والوثائق القومیّۃ)

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اِس تاریخی خط سے سبق ملا کہ راہِ خدا کے مجاہدین کو دین و شریعت کا پابند ہونا چاہیے اور اُن کی سوچ یہ ہونی چاہیے کہ ہم اسلحہ، طاقت اور تعداد کے بل بوتے پر فتح و کامیابی نہیں پا سکتے... یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہو گا۔ اگر ہم نافرمان ہوئے تو طاقت کے باوجود دشمن ہم پر مسلَّط ہو سکتا ہے اور ہم نے فرماں برداری کی تو کمزوری میں بھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے کامیابی ہو گی۔

---

[1] فَإِذَا اسْتَوَيْنَا فِي الْمَعْصِيَةِ كَانَ لَهُمُ الْفَضْلُ عَلَيْنَا فِي الْقُوَّةِ، وَإِلَّا نُنْصَرْ عَلَيْهِمْ بِفَضْلِنَا، لَمْ نَغْلِبْهُمْ بِقُوَّتِنَا۔ وَاعْلَمُوْا أَنَّ عَلَيْكُمْ فِي مَسِيْرِكُمْ حَفَظَةً مِنَ اللّٰهِ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ، فَاسْتَحْيُوْا مِنْهُمْ! وَلَا تَعْمَلُوْا بِمَعَاصِي اللّٰهِ وَأَنْتُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ! (العقد الفرید)

کیا ہر شخص پر راہِ خدا میں جہاد کرنا لازم ہے؟

جہاد کے حوالے سے یہ سوال بھی اہم ہے کہ کیا جہاد کرنا مسلم افواج اور سیکیورٹی فورسز کا ہی کام ہے یا یہ مسلمان عوام کی بھی ذمہ داری ہے؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد کا شوق اور راہِ خدا میں شہادت پانے کی تڑپ ہر مسلمان کے دل میں ہونی چاہیے، خواہ اُس کا تعلّق زندگی کے کسی بھی شعبے سے ہو... یہ ایمانی تقاضا ہے، حتّٰی کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری کے ایک باب کا عنوان رکھا: اَلْجِهَادُ مِنَ الْإِيمَانِ۔ یعنی جہاد ایمان کا حصہ ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب نمبر:27)

چنانچہ ہر مسلمان کے دل میں جہاد کی سچی تمنّا ہونی چاہیے... پھر اگر شرعی تقاضوں کے مطابق جہاد کا موقع ملے تو عملی طور پر بھی جہاد میں حصہ لینا چاہیے، لیکن ایسا نہ ہو سکے تو اسلام کی ترقّی واِشاعت کے لیے دیگر ذرائع سے کوشش کرنی چاہیے، جیسا کہ علمِ دین پھیلانا، نیکی کی دعوت دینا، خدمتِ دین کے لیے مال پیش کرنا/ صلاحیتیں بروئے کار لانا، خدّامِ دین کا ساتھ دینا اور اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔

آرزوئے جہاد نہ ہونے کی مذمت: امام الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے واضح طور پر اِس بات کی مذمت فرمائی ہے کہ مسلمان کے دل میں جہاد کی تمنّا اور شہادت کی آرزو نہ ہو۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ۔[1] یعنی "جو اِس حال میں مرا کہ نہ تو اُس نے جہاد کیا، نہ ہی اُس کے دل میں جہاد کی نیّت و تمنّا تھی تو وہ مُنافقت کی ایک قسم پر مرا۔" (صحیح مسلم، حدیث:1910)

شہادت کی آرزو: دین کے وقار و عروج کے لیے جان دینے کی سچی آرزو بارگاہِ الٰہی میں ایسی مقبول چیز ہے کہ ربِّ کریم اِس پر بھی عظیم اجر و اِنعام عطا فرماتا ہے۔

پروَردۂ آغوشِ نُبوت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ۔[2] یعنی "جو صدقِ دل سے شہادت کا طالب ہو/ اُس کی دُعا کرے وہ شہادت نہ پا سکے تو بھی اللہ تعالیٰ اُسے شہادت کا اجر عطا فرما کر شہیدوں کے درجے تک پہنچا دیتا ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث:1908)

---

[1] وَالْأَظْهَرُ أَنَّهٗ عَامٌّ وَيَجِبُ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ أَنْ يَنْوِيَ الْجِهَادَ... (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث:3813)

[2] وفی روایۃ الحاکم: مَنْ سَأَلَ اللهَ الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَعْطَاهُ اللهُ أَجْرَ شَهِيْدٍ۔ (المستدرک، رقم الحدیث:2411)
وعن سیدنا سہل بن حُنَیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا: مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث:1909)

جہاد میں کامیابی پر اِظہارِ تشکُّر

قرآن وسنّت سے تربیت ملتی ہے کہ جب مسلمان کو زندگی کے کسی بھی میدان میں کامیابی ملے، خواہ جنگ ہو یا کوئی اور مرحلہ... تو اُسے اپنے ربِّ کریم کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اُس کی زبان سے نکلنے والے لفظوں سے یہ حقیقت ظاہر ہو کہ میرا کوئی کمال نہیں، جو بھلائی بھی نصیب ہوئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا فضل واِحسان ہے۔

اُسوۂ حسنہ: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ وغیرہ سے واپس تشریف لاتے تو ہر بلند جگہ پر تین مرتبہ أَللّٰهُ أَكْبَر کہتے، پھر زبانِ اقدس پر یہ کلمات جاری ہوتے:

- لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ تنہا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کی بادشاہی ہے، سب تعریفیں اُسی کے لیے ہیں اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔“
- آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ یعنی ”ہم لوٹ رہے ہیں، اپنے ربّ کے حضور توبہ کرتے ہیں، اُسی کی عبادت کرتے ہیں اور اپنے ربِّ کریم کی حمد کرتے ہیں۔“
- صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔ ”اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے (رسول) کی مدد فرمائی اور تنہا اُسی نے دشمنوں کے تمام لشکروں کو شکست دی۔“ (صحیح بخاری، حدیث:6385)

سرورِ عالَم ﷺ کی زبانِ حق ترجمان سے نکلنے والے اِن مبارک کلمات میں توحیدِ باری تعالیٰ کا ذکر بھی ہے، اُس کی حمد وثنا بھی ہے، اُس کی تکبیر وتہلیل بھی ہے، توبہ وعبادت کا عہد بھی ہے اور خصوصی طور پر جنگ کی مناسبت سے وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ (اور تنہا اُسی نے دشمنوں کے تمام لشکروں کو شکست دی) کے کلمات تربیت فرماتے ہیں کہ جنگ میں فتح وکامرانی نصیب ہو تو مسلمان کے جذبات کیا ہونے چاہییں! چنانچہ حدیثِ پاک سے سبق لیتے ہوئے ہم:

- اِس بات پر بھی خالقِ کائنات جَلَّ مَجْدُهٗ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے سرحداتِ پاکستان کی رکھوالی کے لیے ایسی افواج عطا فرمائیں جن کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں، عالی شان جذبوں اور نظم وضبط کو پوری دُنیا تسلیم کرتی ہے۔
- اِس بات پر بھی اپنے ربِّ کریم کی بڑائی بیان کرتے ہیں کہ اُس نے مَعاشی مشکلات کے باوُجود جدید ہتھیاروں اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے ہمیں اپنے مکّار دُشمنوں سے پیچھے نہیں رکھا۔
- اور اِس بات پر بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف وثنا کرتے ہیں کہ اُس نے ہماری افواج کو باہمی اتفاق کے ساتھ ایسی حکمتِ عملی اختیار کرنے کی توفیق سے نوازا کہ دشمن کا غُرور خاک میں مل گیا اور پاکستان نے بالاتر پوزیشن میں رہتے ہوئے جنگ بندی پر اتفاق کیا۔
- اور صدقِ دل سے اقرار کرتے ہیں کہ یہ ہمارے بس میں نہیں تھا، سب کچھ قادرِ مطلق جلّ مجدہٗ کے فضل واحسان سے ہی ممکن ہوا۔

حرفِ آخر: مجاہدین کے درجات اور شکر کے جذبات

راہِ خدا کے مجاہدین وہ خوش نصیب ہیں جو بارگاہِ ربّ العزت میں بھی مقبول ہیں اور دربارِ رسالت مآب ﷺ میں بھی منظور ہیں، دُنیا والے بھی اُن کے عزم و حوصلے پر حیران ہوتے ہیں اور خدّامِ جنت بھی بہشت میں اُن کی آمد کے منتظر رہتے ہیں۔

ارشادِ ربّانی ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔ "یقیناً اللہ اُن مجاہدین سے محبّت فرماتا ہے جو اُس کی راہ میں صفیں باندھ کر جہاد کرتے ہیں، گویا وہ بُنْیَانٌ مَّرْصُوص، یعنی سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔" [الصف 4:61]

اُس دَور میں جہاد کے لیے صفیں باندھی جاتی تھیں؛ لہٰذا آیت میں صف بندی کا ذکر ہوا، ہمارے دَور میں جنگ کے نئے طریقے ہیں، چنانچہ ہر وہ طریقہ اِس آیت میں شامل ہے جس میں نظم و ضبط و اظہارِ قوّت ہو اور وہ دشمنوں پر فتح کا ذریعہ بنے۔ (نور العرفان، صراط الجنان)

مجاہدین کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنی جانوں کی پرواہ نہیں کرتے، بلکہ اِس جان کو جاں آفریں کی رِضا کے لیے اُس کے دین کی سربلندی کی خاطر نچھاوَر کرنے کی تڑپ رکھتے ہیں۔

شاعرِ مشرق اقبال علیہ الرحمہ نے مجاہدین کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے خوب کہا:

یہ غازی، یہ تیرے پُر اَسرار بندے
جنھیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

دونیم اِن کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سِمٹ کر پہاڑ اِن کی ہیبت سے رائی

دو عالَم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

شہادت ہے مَطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کِشور کشائی

10 مئی کو جذبۂ جہاد سے سرشار افواجِ پاکستان کے جوانوں نے "معرکۂ حق: آپریشن بُنْیَانٌ مَّرْصُوص" کے ذریعے اہلِ وطن کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ اِس شان دار کامیابی پر فقط اہلِ پاکستان ہی نہیں، بلکہ پوری دُنیا کے مسلمان خوش ہیں اور اِسی سلسلے میں آج کے جمعۃ المبارک کو "یومِ تشکُّر" کے طور پر منایا جا رہا ہے۔

خطبہ میں جہاد، مجاہدین اور اُن کی کامیابی پر جذباتِ تشکُّر واحسان مندی سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ:

1) مجاہد وہ مسلمان ہے جو رِضائے اِلٰہی کا طلب گار ہو اور اسلام کی سربلندی کی خاطر جہاد کرے۔ وطن وغیرہ سب کچھ بعد میں ہو... پاکستان مسلمانوں کا وطن ہے؛ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اسلام کی عزّت ووجاہت کی خاطر جو جَوان پاکستانی سرحدوں کی رکھوالی کر رہے ہیں وہ یقیناً راہِ خدا کے مجاہد ہیں... لیکن اگر کوئی بدنصیب مسلمان ہی نہیں یا اللہ تعالیٰ کی رِضا کا طلب گار ہی نہیں یا اسلام کی خدمت اُس کے پیشِ نظر ہی نہیں، وہ صرف اپنی وردی، وطن یا کسی اور مقصد کی خاطر جنگ کر رہا ہے تو وہ مجاہِد نہیں ہے۔

2) اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد کا شوق اور راہِ خدا میں شہادت پانے کی تڑپ ہر مسلمان کے دل میں ہونی چاہیے، خواہ اُس کا تعلّق زندگی کے کسی بھی شعبے سے ہو... یہ ایمانی تقاضا ہے۔ پھر اگر شرعی تقاضوں کے مطابق عملی طور پر جہاد میں شرکت کا موقع ملے تو اِسے سعادت سمجھتے ہوئے جہاد کرنا چاہیے اور ایسا نہ ہو سکے تو اسلام کی ترقّی واِشاعت کے لیے دیگر ذرائع سے کوشش کرنی چاہیے، جیسا کہ علمِ دین پھیلانا، نیکی کی دعوت دینا، خدمتِ دین کے لیے مال پیش کرنا/ صلاحیتیں بروئے کار لانا، خدّامِ دین کا ساتھ دینا اور اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔

3) قرآن وسنّت کی عطا کردہ تربیت کے مطابق مجاہدین کو چاہیے کہ وہ تقوٰی اختیار کریں، شریعت کی پابندی کریں اور گناہوں سے مکمل اجتناب کریں۔ اُن کا بھروسا اپنی طاقت واسلحہ پر ہرگز نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اُنھیں یقین ہونا چاہیے کہ ہماری کامیابی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد ونُصرت سے ہوگی۔

4) جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے فتح وکامیابی عطا فرمائے تو دلوں میں اِس احسان پر شکر گزاری کے جذبات ہونے چاہییں اور زبانیں اُس کی حمد وثنا سے تَر ہونی چاہییں۔ یہ جذبہ ایمانی تقاضا ہے کہ اِس کامیابی میں ہمارا کوئی کمال نہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے۔

جب جہاد کی رُوح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رِضا مقصود ہو اور اسلام کی سربلندی پیشِ نظر ہو تو نہ جانے مسلم حکمران اور سپہ سالار غزّہ کے حالات سے کیوں غافل ہیں... حالانکہ دینی تقاضوں کے مطابق اِس وقت جہاد کی سب سے زیادہ ضرورت غزّہ میں ہے؛ تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو اسرائیلی درندوں کے مظالِم سے نَجات دلائی جاسکے۔

شرعی مسئلہ: جمعۃ المبارک کے روز نیکیوں کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، چنانچہ ایک نیکی پر 70 نیکیوں کا اجر عطا ہوتا ہے۔ یوں ہی اِس دن میں گناہ کی سزا بھی باقی دنوں کی بنسبت زیادہ ہوتی ہے۔

(دیکھیے: مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، زیرِ احادیث: 935، 1363، ج:2، ص:106، 336، نعیمی کتب خانہ)

چنانچہ جمعہ شریف کی برکتیں سمیٹنے کے لیے اِس میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنی چاہییں اور گناہوں سے مکمل طور پر دُور رہنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ سرورِ کونین ﷺ کے صدقے میں تمام بلادِ اسلامیہ کی حفاظت فرمائے اور مجاہدینِ اسلام کو فتح ونُصرت اور کامیابی سے سرفراز فرمائے!

ربِّ کریم بیت المقدس کے تحفّظ کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے غیور مسلمانوں اور معرکۂ حق: آپریشن بنیانٌ مّرصوص میں جامِ شہادت نوش کرنے والے بہادُر جوانوں کے درجے بلند فرمائے!

مالکِ لم یزل دشمنانِ اسلام کے عزائم کو خاک میں ملائے اور پاکستان کو ترقّی واستحکام سے نوازے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ